بالآخر ایک مثال بھی سنئیے۔ زید ایک مفقود الخبر ہے جسکے گم ہونے پر مثلاً دو سو برس گذر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہو گیا۔ لیکن ولید اوس خبر کا منکر ہے۔ اب آپ کی کیا رائے ہے۔ بار ثبوت کسکے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مر جانا ثابت کرنا چاہیئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا فتوے ہے ؞ **راقم**۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ۔ اقبال گنج ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ۔ اس مثال سے یہہ غرض ہے کہ جسپر بار ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر چاہئے ؞ ×

لطیف اعتراض متضمن اظہار خیال [illegible]

اس خط کو تو مرزا صاحب اور انکے حواریون نے ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مین شائع کیا۔ مگر خاکسار کے خط نمبری ۲۰۰ کو جسکا یہ خط جواب ہی شائع و مشتہر نہ کیا یہ خائنانہ تصرف۔ شاید الہامیون کو جائز ہوگا۔ عام انصاف کا تو یہی قانون ہے کہ جس تحریر مخاطب کا جواب دین اسکو بھی نقل کرین تاکہ ناظرین کو دونوں مین موازنہ و انصاف کرنے کا موقعہ ملے۔

اس خط کا جواب

لاہور ۲۲ - اپریل ۹۱ء — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نمبر ۲۲۵

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ۔ سلام علی من اتبع الہدی۔ آپ کا خط ۲۰ - اپریل ۱۸۹۱ء مین نے مسرت سے پڑھا اور اس سے مین ازبس ممنون ہوا آپکے اس قسم کے مجادلانہ و معاندانہ اور مغالطہ آمیز تحریرات مجھے یہ یقین دلاتی جاتی

ہین کہ آپ اپنے دعاوی جدیدہ کے اظہار و اشتہار مین خطا اجتہادی نہین کرتے
بلکہ دیدہ و دانستہ حق کا خلاف کرتے اور عمدًا لوگون کو دہوکہ دیتے ہین۔ اور یہہ تار و پود
جو ایک مدت سے آپنے پہیلا رکہا ہے اس سے مقصود صرف نام آوری و دنیا طلبی ہے
؎ این ہمہ از پئے آلنست کہ زر مے طلبی ٭ حق گوئی اور حق پژوہی آپ کا اصلی فرض
اور اقصے غرض نہین ہے۔ لہذا آپ آیندہ بہی ایسی تحریرات کے ارسال سے مجہے سرفراز فرمائین گے
تو میرے اس یقین کو اور بڑہائینگے اور مجہے اپنا ممنون بنائین گے۔ اس اجمال کی تفصیل مین اپنے
رسالہ مین کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ اس خط مین بطور تمثیل آپکے چند مغالطات معاندانہ
کو ذکر کرتا ہون

آپ لکہتے ہین کہ "مین آپکے ان اصول کو محض لغو سمجہتا ہون" اسمین اپنے عناد
وجدال [illegible] کے لئے مجال مقال
نہین رکہی۔ کوئی اہل علم جسکو حق طلبی سے ادنے تعلق ہو اور پابندی اسلام کا دعوی
ان اصول کو (١) کتاب و سنت حجج اتفاقیہ ہین۔ (٢) ظواہر نصوص سے بلا دلیل عدول
کرنا جائز نہین۔ (٣) محسوس نیچر (جسکو نیچری لوگ خدا کی قدرت کا قانون سمجہتے ہین)
واقعی خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے۔ ایسے ہی اور وہ اصول جو آپکے حواریے
مجلس مباحثہ مین تسلیم کرائی گئی ہین) لغو نہین کہہ سکتا اور نہ امور متنازعہ فیہا سے بے تعلق اور غیر ضروری ٹہیرا سکتا ہے ان
اصول کو لغو اور ضرورت سے خارج کہنا اس شخص کا کام ہے جسکو خدا ورسول اسلام سے کام نہو بلکہ اپنی اوہام باطلہ اور خیالات فاسدہ
کو دین قویم بنانا چاہتا ہو۔ آپ اپنے دعوے مین سچے ہین تو کم سے کم ایک مسلمان سے
جو عالم ہو اور آپ کا مرید نہو اس دعوے کی تصدیق کرا دین۔ آپ لکہتے ہین
"مین نے اپنا دعوے بیان کر دیا کہ مین مثیل المسیح ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون
کہ حضرت ابن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ امکانی
طور پر مان چکے ہین۔ رہا مسیح ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونیکے دلائل لکہنا میرے پر فرض

ہنین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوے ہنین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر حضرت آدم سے یہ طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوگا ایک دن مرے گا چنانچہ قرآن مین ہے۔ اب مین آپسے پہلے کہون تو کیا لکھون“ اس مین آپنے کئی وجہ سے حق کا خلاف کیا اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔ اول دہوکہ یہ دیا کہ خاکسار کو آپنے اپنے مثیل مسیح ہونیکا قائل بنا دیا ہے۔ حالانکہ مین نے آپکے مثیل مسیح ہونے کو امکانی طور پر بہی تسلیم ہنین کیا۔ صرف آپکے بعض الہامات کا جن مین مثیل مسیح ہونیکا الہام شامل ہنین ہے امکان[1] تسلیم کیا ہے۔ آپ اپنے قول مین سچے ہین تو میرا وہ قول نقل کرین جسمین مینے آپکا مثیل مسیح ہونا امکانی طور پر مانا ہے دوسرا دہوکا یہ کہ صرف تسلیم امکان کو مثبت مدعا سمجھ لیا حالانکہ کوئی عاقل صرف امکان سے وجود ثابت ہنین کر سکتا مثلاً زید اگر یہ دعوی کرے کہ مین بادشاہ یا فلاسفر ہون اور کوئی شخص اسکا امکان مان لے تو اس سے اسکا بادشاہ یا فلاسفر ہونا ثابت ہنین ہے علاوہ اس کے تسلیم امکان کے سبب اپنے دعوے کے ثبوت سے مستغنی ہنین ہو سکتا۔ تیسرا دہوکا یہ کہ ابن مریم کے فوت ہونیکا اعتقاد بحکم سنت اللہ اور بہ شہادت کتاب اللہ مسلم ٹہیرا کر اسکو ثبوت سے مستغنی قرار دیا۔ اس سے اگر آپ کا یہہ مقصود ہے کہ یہہ اعتقاد صرف ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ گو اور مسلمانون کے نزدیک مسلم ہنین تو ایسی حالت مین آپ اس دعوے کا ثبوت پیش کرنیسے بری ہنین ہو سکتے۔ کیونکہ آپکا اعتقاد دوسرے مسلمانون کا مسلمہ ہنین ہے اور اگر اس سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مسلمان اس اعتقاد کو مانتے ہین تو یہہ محض خلاف واقعہ ہے صحابہ و تابعین اور اُنکے اتباع سلف صالحین سے اسوقت تک کوئی مسلمان یہ اعتقاد ہنین رکہتا۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی یا ایک شخص کا سلف صالحین سے نام بس جو یہہ اعتقاد رکہتا ہو۔ پہر اس انوکہے دعوے

---

[1] گو مین اب اس امکان کا بہی قائل ہنین رہا۔ آپکی مجادلانہ و معاندانہ تحریرات نے وہ امکان میری خیال سے اُٹھا دیا ہے

گے ثبوت مین دلائل پیش کرنا آپ کا فرض کیون نہین ہے اور فن مناظرہ کی کونسی کتاب ہے جو آپکو اس دعوے کے ثبوت پیش کرنیسے سبکدوش کرتی ہے۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک کتاب کی شہادت پیش کرین۔ اپنے دعوے کا ثبوت پہلے پیش کرنیکی درخواست آپسے اسی صورت مین ہوئی ہے کہ آپ اپنی ناجائز شروط کو (کہ تحریرات مباحثہ جانبین سے صرف دو ہی ہون۔ پہلے ہماریطرف سے ہو پھر آپکی طرف سے) قائم رکھین۔ اب اگر آپ ان شروط فاسد کو واپس لین اور منصب ادعا چھوڑ کر سائل یا مانع بنین تو مین اس دعویکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہین اور وہ وجود عنصری کے ساتھ آسمان سے اترینگے۔ ثبوت پیش کرنیکو مستعد ہون۔ چوتھا دہوکا یہ کہ سنت اللہ اور آیت کتاب اللہ کو موتِ مسیح پر دلیل ٹھیرایا ہے۔ سنت سے مراد آپ کی نیچر ہی اور اِس تقریر سے آپکا [illegible] زندہ رہنا نیچر کے برخلاف لفظ نیچر آپنے اسلئے نہین کہا کہ آپکا چھپا اعتقاد نیچریت لوگون پر ظاہر نہو اس تقریر مین آپنے یہ دہوکا بہی دیا ہے کہ خدا کی ایک سنت کو جو اموات مین جاری ہے آپنے ظاہر کیا اور اُس سنّت کو جو اُسنے مسیح کے زندہ رکھنے مین قائم کی ہے نظر انداز فرمایا آیتہ کے ذکر مین بہی دہوکا دیا ہے اس آیتہ مین یہ بیان ہرگز نہین کہ اسوقت تک جو پیدا ہوا وہ فوت ہوچکا۔ اسمین تو صرف یہ بیان ہے کہ ہر شخص کے لیئے موت کا ہونا لازمی ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو جب وہ دنیا مین آئین گے نیز شامل ہوگا۔ خط حال و سابق مین آپ لکھتے ہین کہ مولوی حکیم صاحب آپ کی بلانیسے کب لاہور مین آئے کہ پہر بلا اجازت جانے سے فراری متصور ہوے اور آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا،، یہ تو مینے بہی نہین کہا کہ وہ میرے بلانیسے لاہور مین آئے۔ صرف اسی مضمون کا تار دیا تھا کہ وہ مجھ سے گفتگو شروع کرکے بہاگ گے۔ اگر میرا یہ بیان غلط ہے اور گفتگو مین آپکا قدم ہی نہ تھا تو آپکے راست باز ہونیمین کیا شک ہے۔ آپ سچے تو ہین۔

ذرا اس پر قسم بہی کہا لین اور وہ آیہ مباہلہ پڑہین جو مولوی محمد اسمعیل ساکن علیگڈہ کے مقابلہ مین لکہہ چکے ہین۔

مرزا صاحب۔ آپ کی ایسی ہی باتون نے جو محض خلاف واقعہ ہین مجہکو یقین دلا دیا ہی کہ آپ ملہم نہین ہین۔ آپ لکہتے ہین کہ آدہی رات کو تار آیا تو بلا توقف آدمی روانہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے اکثر اوراق آپ دیکہہ چکے ہین۔ ان فقرات سے ایک ہی سچا ہے تو اس پر قسم کہائین اور جہوٹے کو سنائین۔ فرمایئے تار کسوقت آپ کو ملا اور آدمی کسوقت روانہ ہوا؟ اور ازالۃ الاوہام کے اوراق کسقدر ہین؟ اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے کسقدر اوراق منقول ہین؟ اکثر یا اقل؟ کیا ملہمین یا صادق القول مومنین کی یہ شان ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتین انکے مُنہ سے نکلین۔ آخیر مین جو آپنے مثال لکہی ہے اس سے بہی آپ دہوکا دینے سے نہین رک سکے۔ حضرت مسیح [illegible] علیہ السلام باتفاق اہل اسلام آسمانون پر زندہ موجود ہین اونکے وجود و حیات مین کسی قدیم مسلمان کا اختلاف نہین صرف آپ بہ تقلید بعض ملاحدہ یوروپ جو مسیح کی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد لیتے ہین یہ دعوے کرتے ہین کہ وہ فوت ہو چکے ہین اور انکی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد ہے۔ پہر یہ دعوے زندگی اُس مفقود الخبر کی حیات کی نظیر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس مثال مین آپنے کئی صورت سے مسلمانونکو دہوکا دیا ہے۔ اول مسیح علیہ السلام معلوم الوجود والحیات کو مفقود الخبر شخص کی نظیر قرار دینا۔ دوم انکی حیات کو جو متفق علیہ اہل اسلام ہے محل اختلاف قرار دینا۔ سوم اُن کی موت کی تجویز کو ایک معمولی اور قابل تسلیم موت کی مانند ٹہیرانا۔ حضرت مسیح کی سچی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص دس برس سے زندہ و موجود اور بحکم مشاہدہ مسلم الحیاۃ چلا آیا ہے اُس کی نسبت ایک شخص نے خبر دی کہ پانچ برس ہوئے ہین کہ وہ مر گیا ہے۔ اس شخص کا دعوے ان لوگون کے سامنے جو دس برس سے اُس کو زندہ دیکہتے چلے

آئے ہین لائق سماعت نہین اور اس شخص کا فرض ہے کہ اُسکی موت کو بدلائل ثابت کرے جن سے ان لوگون کی رویت و مشاہدہ کی غلطی ثابت ہو یہہ تو آپکے جدال و عناد کا ثبوت اور مغالطات کا جواب ہے۔ اب مین اپنے خط نمبری ۲۰۷ کی اس بات کی طرف آپکو متوجہ کرتا اور اسکا جواب چاہتا ہون۔ جس سے آپنے چشم پوشی کی ہے۔ آپ میرے تار کے مضمون کو غور سے پڑہین اور اُس مباحثہ کو جسکے سلسلہ مین تار دیا گیا ہے پورا کرین اپنے حواری کو واپس بھیجین یا خود تشریف لاکر اسکا اتمام کرین۔ نئی شروط فاسدہ پیش کر کے نیا مباحثہ قائم نہ کرین۔ شروط فاسدہ کی تسلیم و تحقق محال ہے اور ایسی شروط والے مباحثہ کا وجود ہی ناممکن ہے۔ آپ کی ان شروط کو پیش کرنے سے لوگ یقیناً جان لین گے کہ درحقیقت آپ کو مباحثہ کرنا منظور نہین ہے۔ اسی وجہ سے آپ ایسی شروط کو پیش کرتے ہین اور اُنکی آڑ مین مباحثہ سے بھاگ جاتے ہین +

آپ کا ناصح ابو سعید محمد حسین

اس خط کا مرزا صاحب نے کچہہ جواب نہ دیا اور ہمارے خطاب و جواب سے سکوت اختیار کیا۔ جس سے عام نظرون مین آپ پر عجز و ہزیمت کا الزام قائم ہوگیا۔ مگر اس سکوت پر آپ سے صبر نہو سکا اور اپنی رباعی آنانکہ چشم بر گل تحقیق واکنند + از ہر چہ فہم زنگ نگیرد حیا کنند + در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست + بر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند + پر عمل نہ کیا اور اپنی جگہہ اپنے حواریون کو جو نہ بُرا کہنے سے اندیشہ رکھتے ہین۔ نہ بُرا سننے سے کہٹرا کر دیا اور اپنے خط نمبری ۸ کو مع اُسکے جواب منجانب خاکسار نمبری ۲۲۵ کے ضمیمہ اخبار پنجاب سیالکوٹ ۲۵۔ اپریل مین چھپوا یا۔ اور اُس پر اڈیٹر کی قلم سے خوب لُون مرچ چہڑکوایا۔

اُسپر خاکسار نے مرزا صاحب کے نام رقیمہ ذیل لکہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء نمبر ۱۴۹

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ۔ سلام علی من اتبع الہدے۔ میرے خط نمبری ۲۲۵ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء کا جواب دیجئے۔ منتظر ہون۔

(۲) آج ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲۵ اپریل میری نظر سے گذرا اسمین آپکا خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء منقول ہے اور اُسپر اعتماد کرکے آپکے وکیل ایڈیٹر نے یہ لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو اگر اپنی بات پر اسقدر اصرار ہے تو وہ اس مضمون کی حافظ محمد یوسف صاحب۔ منشی امیر الدین صاحب۔ منشی عبد الحق صاحب۔ منشی الہی بخش صاحب۔ اور مرزا امان اللہ صاحب کی دستخطی تحریر شائع کرین کہ مولوی نورالدین صاحب ایسے شکست کہا کر بہاگ گئے۔ مین اسکے جواب مین آپکے وکیل ایڈیٹر کو مخاطب نہین کرتا اور نہ آیندہ ان کو یا کسی اور آپکے وکیل جناب کی کسی تحریر مین مخاطب کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے صرف آپکی خدمت مین گذارش ہے کہ آپ اپنے دعوے مین سچے ہین اور انہی حضرات کی شہادت پر آپکے دعوے کی بنا اور آپکے وکیل کا اعتماد ہے تو آپ ہی ان حضرات مین سے تین شخصون حافظ محمد یوسف صاحب۔ منشی الہی بخش صاحب اور منشی عبد الحق صاحب سے میرے سوالات ذیل کا حلفی جواب لیکر ارسال کرین اسی سے مقدمہ شکست وہزیمت کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اگر ان حضرات ثلاثہ نے بالاتفاق میرے سوالون کا جواب اثبات (لفظ ہان یا نعم) سے دیا تو مین آپکے بیان کو صحیح مان لونگا اور اپنے دعوے شکست دہی سے دست بردار ہو جاؤنگا۔

(۱) حکیم نورالدین صاحب نے رخصت کی رات جو تقریر درباب وفات مسیح علیہ السلام کی تہی۔ اس تقریر مین اول سے آخر تک یہ تینون صاحب موجود تہے۔

(۲) اس تقریر کے اختتام پر ان تینون صاحبون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا تہا کہ ہماری من کل الوجوہ تسلی ہوگئی ہے۔ اور اب ہمارے دل مین کوئی

شبہ و اعتراض باقی نہین رہا۔

(۳) ان تینون صاحبون کا اب یہ اعتقاد ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین اور یہہ کہ وہ دنیا مین بذات خود تشریف نہین لاوینگے جیسا کہ تمام مسلمانون کا اعتقاد ہے۔ اور موعود مسیح جنکے آنے کی قرآن و حدیث مین خبر ہے آپ ہی ہین۔

(۴) ان سوالات کے جواب کے ساتھ آپ حافظ محمد یوسف صاحب کے اس خط کی نقل بھی ارسال فرماوین جسکا ذکر آپکے خط ۱۰ اپریل مین ہے اور اس کا مضمون آپنے یہ نقل کیا ہے کہ مولوی عبد الرحمن صاحب اسجگہہ آئے ہوئے ہین سہنے ان کو دو تین روز کے لئے ٹہیرالیا ہے تا ان کے روبرو ہم بعض شبہات آپنے آپ سے دور کرالین اور اس مجلس مین ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلالینگے۔"

ابو سعید محمد حسین

اس کا جواب [illegible] اختیار کیا اور ہماری کسی بات کا جواب نہ دیا۔ مہربانی فرما کر لکہا۔ تو اس مضمون کا کارڈ لکہا جس سے جواب خط سے انکار اور آیندہ کیلئے گفتگو سے اعراض و فرار پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

نمبر ۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہین ہوتی۔ جسکا جواب لکہا جائے۔ اس عاجز کے دعوے کی بنا الہام پر تہی۔ اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہے اور یہہ بہی عاجز کہ ان دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا۔ تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے اور بقول آپکے مین اس الہام سے توبہ کرتا لیکن خدا جانے آپکو کیا فکر تہی جو آپنے اس راست

کو منظور نہ کیا۔ خیر اب ازالہ اوہام کے رد لکھنا شروع کیجئے۔ لوگ خود دیکھ لین گے۔

والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے ذریعہ سے تو آپنے پیچھا چھوڑا یا۔ اور سلسلہ مباحثہ و مراسلہ کو بزعم خود قطع کیا۔ مگر از انجا کہ جدال و مرا آپ کی طینت مین کوٹ کوٹ کر بھر رہا ہے۔ لہذا اس قطع و تفصی (خلاصی) پر آپسے صبر نہ ہو سکا اور نچلا نہ بیٹھا گیا۔ اور بقول اسد ؎ چھیڑ خوبون سے چلی جائے اسد + گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی ✽ لودہانہ کے علما سے آپنے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کیا اور اسکو چند روز کا شغل سمجھکر اشتہار [۵۱] مئی مین ان کو مدعو مباحثہ کیا۔ اسمین بیکر دست **مولوی محمد حسن** صاحب رئیس لودہانہ کو بھی مخاطب کیا۔ انکے خطاب مین بدقسمتی سے آپکے قلم سے یہ فقرہ بھی نکلگیا کہ ان کو اختیار ہوگا [illegible] ابو سعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل مقرر کردین۔

ہر چند یہہ اشتہار آپنے میرے پاس نہ بھجوایا بلکہ تمام لاہور والون مین صرف اسکا ایک قطعہ پہونچا اور کانفیڈنشل (مخفی) رہا۔ مگر آخر حاجی محمد دین صاحب کے ذریعہ سے وہ اشتہار خاکسار کی نظر سے بھی گذر ہی گیا۔ جسپر یہ شعر عاجز کے خیال مین آیا ؎ دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی۔ بازار خویش و آتش ما تیز می‌کنی ✽ اس اشتہار نے اس شعر کے مطابق خاکسار کے نائرہ اشتیاق مباحثہ کو جو مرزاجی کے خط نمبری (۱۰) سے وہ دب گیا تھا مشتعل کردیا۔ اور اس وقت سے مجھے وہ سفر ہندوستان جسکا ذکر بار ہا ہو چکا ہے نیز درپیش تھا بنا بر علیہ خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کے نام رقعہ مندرجہ ذیل تحریر کیا

لاہور۔ ۸ مئی ۱۸۹۱ء   مجی مولوی محمد حسن صاحب   نمبر ۳۲۳

السلام علیکم۔ آج مینے مرزا کا آخری اشتہار دیکھا اسمین آپ کو لکھا ہے کہ "چاہو تو مولوی

---

[۵۱] یہ وہی اشتہار ہے جسکی شروط کا خلاصہ صفحہ (۱۵) بیان مین ہو چکا ہے +

ابوسعید محمد حسین صاحب کو وکیل بناکر پیش کردو۔" اور اسکے ساتھ ایسی شرطین بہی لگادی ہین جو جلد وقوع مین نہ آئین۔ میری یہ راے ہے کہ آپ اُنکو (مرزاجی کو) اس مضمون کا رقعہ لکھین کہ ۹ مئی کی صباح کو ابوسعید محمد حسین بارادہ پٹیالہ لودہانہ پہنچین گے۔ آپ ان سے بات چیت کرسکین تو آپ میرے مکان پر تشریف لے آوین آپ نہ آسکین تو ہم اُن کو آپ کے مکان پر لے آوینگے اور اس مجلس مین جسکو آپ چاہین شامل کرلین ۔ اور اُن شروط کو جنکا تحقق سردست دشوار ہے پیش نہ کرین

وہ اس امر کو منظور کرین تو بندہ گفتگو کے لئے حاضر ہے۔

ابوسعید محمد حسین

اس خط کے لودہانہ مین پہنچ جانے کے بعد خاکسار بہی ۹ مئی کی صبحکو لودہانہ پہنچگیا۔ اور [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] کے پاس بطور سفارت بہجوایا۔ اور انہی کیطرف سے رقعہ مندرجہ ذیل لکھواکر اُن کے ہاتھ مین دیا اور یہ کہدیا کہ آپ کی سفارت کے جواب مین جو کچھ مرزا صاحب کہین وہ تحریر مین لاوین زبانی کوئی پیام و کلام مسموع نہوگا۔

وہ رقعہ چونکہ خاکسار ہی نے لکھوایا تہا۔ لہذا اسپر اپنے رجسٹر خطوط کا نمبر لگایا جاتا ہے اور جو خط اسکے جواب مین مرزا صاحب کا آیا اُسپر بہی انکے سلسلۂ خطوط کا نمبر لگایا گیا ہے۔

وہ خط یہہ ہے۔

لودہانہ ۹ مئی ۱۸۹۱ء نمبر ۳۶۹

بخدمت شریف مرزا صاحب۔ بعد سلام مسنون کے گزارش ہے کہ آپنے اشتہار

ف۱ خاکسار نے اپنی طرف سے وہ خط اسلئے نہ لکہا کہ مرزاجی خاکسار سے سلسلۂ مراسلت و مخاطبت قطع کرچکے تہے۔

مطبوعہ ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء مین مجھے مخاطب فرمایا ہے کہ آپ چاہین توبذات خود بحث کرین اور چاہین تو اپنی طرف سے جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل کرین۔ بناءً علیہ مین مکلف ہون کہ جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب حسب اتفاق وارد لودھانہ مین جو آج ہی ۱۱ بجے دن کی ٹرین مین پٹیالہ تشریف لیجائین گے۔ آپ اس وقت مین ان سے مباحثہ کرنا چاہین تو میرے مکان پر تشریف لادین اور اُن سے گفتگو کرین اور باقی شروط کو جو متعلق انتظام ہین آپ جانے دین کیونکہ اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون مگر یہ واضح رہے کہ جناب مولوی صاحب گفتگو سے پہلے چند اصول آپ سے تسلیم کرائین گے جناب کو بھی اختیار ہے جو اصول چاہین ان سے تسلیم کرالین۔ اور متنازعہ فیہ آپ کا یہ دعوی ہوگا کہ مسیح جسکے آنے کی احادیث مین خبر [illegible]

اسکا جواب۔ از جانب مرزا صاحب

نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی

مخدومی مکرّمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہہ عاجز بسر وچشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے اصول پیش کرنے کو بھی مین مانتا ہون۔ چند سوال آپ کیطرف سے

ف۱ اب تمہید اصول کو آپ مان گئے حالانکہ خط نمبری (۹) مین اسکو لغو قرار دے چکے تہے یہ تسلیم صحیح اور دل سے ہے۔ تو انکار سابق سے آپ کا عناد ادر

چند سوال میری طرف سے ہوں اور امر مبحوث عنہ وفات یا حیات مسیح ہوگا کیونکہ اس عاجز کا دعوی اسی بنا پر ہے۔ جب بنا ٹوٹ جاوے گی تو یہہ دعوے خود ٹوٹ جاویگا[1]

استخفاف اصول اسلام ثابت ہوتا ہے اور گروہ انکار صحیح اور دل سے تھا تو اس تسلیم سے آپ پر التزام لغو کا الزام قائم ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ (۶۱) و متن صفحہ (۱۲۶-۱۲۷) ملاحظہ ہو)

[1] الہام وفات مسیح کے مبنی اور اصل ہونے کے معنے در بطن قائل ہیں۔ اصل و مبنی ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ دعوے مسیح موعود ہونیکا اس الہام وفات مسیح سے نکالا گیا ہے تو یہ محض بناوٹ ہے۔ آپ کو صرف وفات مسیح کا الہام ہوتا اور اس الہام سے آپ اپنے مسیح موعود ہونیکا دعوے نکالتے تو آپ یہ بات کہہ سکتے تھے۔ اور جس حالت میں ان دونوں امور [illegible] الہام [illegible] اور یہہ دونوں [illegible] قسم اخبار ہیں۔ (جنمیں ایک پیشین گوئی ہے دوسرا پیشین گوئی) نہ از قسم انشاء (امر یا نہی) تو امر دوم کا امر اول پر مبنی اور اول کا اصل و دوم کا فرع ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ یہ تو دو جداگانہ اور مستقل الہام ہیں جن میں سے ایک میں ایک امر گذشتہ کے وقوع کی خبر دیگئی ہے (کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں) دوسرے میں ایک امر آئندہ کی نسبت خبر ہے کہ آنیوالا مسیح جسکی خبر احادیث میں وارد ہے تو ہے۔ یا ایک زمانہ کے بعد ہوگا (جب مسلمان تجھے تسلیم کرلیں گے) جن میں نفیاً و اثباتاً تلازم نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح بن مریم کی وفات ثابت و مسلم ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پھر مسیح موعود آپ ہیں۔ کیوں جائز نہیں ہے کہ درصورت وفات مسیح ابن مریم مسیح موعود کوئی اور ہو اس صورت میں آپ کو مسیح موعود ہونے کے لئے اور دلائل قائم کرنے پڑیں گے۔ صرف وفات مسیح سے آپ اپنا مسیح ہونا ثابت نہ کرسکیں گے اور اگر حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کا یہہ الہام

[1] (حاشیہ) [illegible] صفحہ (۱۵)

اصل امر وہی ہے۔
اس وقت ۱۲ بجے تک مجھے بباعث بعض بج کے کامون کے بالکل فرصت نہین ہے

توضیح مرام صفحہ (۲)

کہ آنے والے مسیح آپ ہین غلط ہو اس صورت مین آپ یہہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہین تو ہین وہ کسی اور کام کے لئے ہونگے۔ جس مسیح کے نزول کا احادیث صحاح ستہ مین ذکر ہے اور اُن کے عالیشان کارنامون (قطع صلیب وضع جزیہ۔ قتل خنازیر وغیرہ) کا اُن احادیث مین بیان ہے اس سے مین ہی مراد ہون آپ یہ بات نہ بھی کہین تو کوئی اور نیچری آپ کا حواری یہ بات کہہ سکتا ہے وبنا بر علیہ صرف حیات مسیح کے ثبوت سے اس دعوی کا (آپ کرین یا کوئی اَور نیچری) ابطال نہین ہو سکتا بلکہ اس دعوے کے ابطال [illegible]

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ ان دونو الہامات اور دعاوی مین نفیًا واثباتًا تلازم نہین ہے۔ اور ایک دوسرے کی فرع نہین ہو سکتا مگر اس بات کے سمجھنے کیلئے علوم عقلیہ مین مداخلت بکار ہے صرف جعلی اور خیالی الہامون کے زور سے یہ سمجھہ مین نہین آسکتے۔ اور اگر الہام وفاتِ مسیح کے اصل دبنی ہونیسے یہ مراد ہے کہ الہام وفات الہام مسیح موعود ہونیکی شرط ہے جیسا کہ خط نمبر ۲ مین آپکے قلم نکل گیا ہے تو اُسپر اس خط کے حواشی مین بصفحہ (۸۰) وغیرہ بحث ہوگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۵۱ کیون حضرت! یہ گریز نہین۔ کنارہ کشی نہین۔ فرار نہین۔ ہزیمت نہین۔ تو اَور کیا ہے؟ اور اس کام سے بڑھکر اہم اور ضروری اور کونسا کام آپ کو اُس دن پیش آگیا تہا؟ مسیح ہو جانے۔ اور اس کا ثبوت پیش کرنے سے بڑہکر کوئی کام آپکے لئے تہا تو آپ اسکو بیان کرین تا کہ ناظرین کو آپکے اس عذر کا محض حیلہ وبہانہ ہونا ثابت ہو۔ بعد عید شنبہ کا دن آپنے اسلئے مقرر کرانا چاہا تہا کہ آپ کو یہ علم ہو چکا تہا کہ ہمارا

کہ آن مکرم عید کے بعد یعنے شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کرین تا فرصت اور فراغت سے ہر یک شخص حاضر ہو سکے - خاکسار غلام احمد - ۹ مئی ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

جس کو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوا دیا تھا -

لودہانہ - ۹ مئی ۱۸۹۱ء نمبر ۳۷۰

جناب مکرم مرزا صاحب

بعد سلام مسنون گزارش ہے - آپکے اشتہار مین دونون دعوے ہین - مسیح کے فوت ہونیکا دعوے - اور آپ کے مسیح موعود ہونیکا دعوے ان دونون دعاوی مین ایسا تلازم نہیں ہے کہ ایک کے ثبوت سے دوسرا دعوے ثابت ہو جائے - جیساکہ آپکے خط مین مرقوم ہے لہذا مین یہ چاہتا ہون کہ پہلے آپکے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو - پہر حضرت ابن مریم کے فوت ہونے مین آپ اشتہار مین یہ دونون دعوے کر چکے ہین تو اب دوسرے دعوے کی بحث سے کیون اعتراض فرماتے ہین - آپکو لازم ہے کہ بیان اشتہار کے مطابق دونون دعاوے مین بحث کرنیکو مستعد رہین اور ہماری اس تجویز کو (کہ پہلے آپکے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو -) منظور کر لین کیونکہ بحکم اصول مناظرہ ہمکو اختیار ہے کہ آپکے جس دعوے پر چاہین پہلے بحث کرین - ہان آپ اپنے دوسرے دعوے سے دست بردار ہو جاوین - اور اس امر کو بذریعہ تحریر ظاہر کرین تو ہم آپکے اُسی اول دعوے پر بحث کرنیکو تیار ہین - مورخہ ۹ مئی ۱۸۹۱ء احقر محمد حسن عفا اللہ عنہ

مناظر (یہ خاکسار) بٹالہ کو تیار تہا اور وہ قصبہ تک لودہانہ مین رہ نہین سکتا -

حاشیہ صفحہ مین عدم تلازم کی وجہ بیان ہو چکی ہے

نمبر ۱۲ **اسکا جواب** ازجانب مرزا صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب آپ خوب جانتے ہین کہ اصلی امر اس بحث مین جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے اور میرے الہام مین بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے کیونکہ الہام یہہ ہے[1] کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اُسکے رنگ مین ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"

---

[1] یہ الہام ابھی گھڑا گیا ہے۔ اس سے پہلے تحریرون مین اسکا نام ونشان نہین اصل الہام یہ ہوتا تو فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ جواب مباہلہ صوفی عبدالحق غزنوی مشتہرہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸ فروری۔ اور آپ کے جملہ خطوط اسمی خاکسار مین اس کا ذکر کیا جاتا۔ ان تحریرات مین تو پہلا اور اصل الہام یہی بیان کیا گیا ہے کہ "آنے والا (یا موعود مسیح) مین ہون" وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر تو منجملہ تحریرات مذکورہ بعض تحریرات مین اسکے بعد ضمناً وتبعاً ہوا ہے اور بعض مین اس سے تعرض ہی نہین۔ چنانچہ حاشیہ خطا نمبری (۱، ۲، ۳) مین بہ نقل عبارات سامی ثابت کیا جاویگا۔ یہہ الہام اصل تہا تو اُن تحریرات مین اسکو اصل واول کیون قرار نہین دیا گیا۔ کہین اسکو اصل قرار دیا گیا ہے؟ تو بتائیے کس تحریر مین؟ اور کب؟

حضرت! یہ من گھڑت الہام مشت بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ آپنے ہم پر ناحق

سو پہلا اور اصل امر الہام مین یہی ٹھیرایا گیا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے اب ظاہر ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کردین گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہوگا ایسا ہی دوسرا فقرہ بہی باطل ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالےٰ نے میرے دعوے کی شرط صحت مسیح کا فوت

یہ الزام لگایا تہا۔ خدا تعالےٰ نے آپکو ہاتھون ہاتھ بدلا دے دیا کہ آپنے دعوے مسیحائی اور اسکی دلائل سابقہ کو مشتہر کرنے کے ایک مدت کی سکوت کے بعد یہ ایک نیا ہتہیار اُٹہایا۔ جسمین آپ کا وار خطا گیا ہمنے اُسکے مقابلہ مین یہ بات ثابت کردکہایا کہ یہ اصل الہام نہین ہے۔ نئی من گہڑت ہے۔ اس کی مزید تفصیل حاشیہ خط نمبری (۱، ۲، ۳) مین ہوگی

[illegible] ابہی گہڑا گیا ہے اور اگر ہم اس من گہڑت کو الہام فرض کرین اور خدا کی طرف سے مان لین تو بہی اس سے وفات مسیح کا شرط اور آپکے دعوے یا الہام مسیح موعود ہونیکا مشروط ہونا ثابت نہین ہو سکتا۔ اس الہام مین کوئی ایسا حرف شرط مذکور نہین ہے اور نہ مقدر ہو سکتا ہے جس سے یہ شرطیت ثابت ہو اور اگر ترتیب عبارت سے اور خبر وفات مسیح کے اولًا اور پیشگوئی مسیح موعود ہونے کے ثانیًا مذکور ہونے سے یہ شرطیت نکالی گئی ہے تو یہ محض بے خبری زبان وافقی پر مبنی ہے۔ ترتیب ذکری سے مذکور اول کا شرط اور مذکور دوم کا مشروط ہونا ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اور حرف "اور" یا "واو" عاطفہ اس ترتیب کے مثبت نہین ہوتے۔ کسی اہل علم سے پوچھہ لین اگر اس بات کو سمجھہ نہ سکین اس شرطیت کو ثابت کرنیکے لئے اور الہام ہے تو اسکو پیش کرین مگر یہ یاد رکہین کہ جو من گہڑت الہام اس شرطیت کے ثبوت مین پیش کرین گے اس سے ہم بحول اللہ وقوتہ شرطیت ثابت ہونے دین گے آپ جو

[illegible]

ہونا بیان فرمایا ہے اور بحکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے دوسرا دعوے میرا خود ہی ٹوٹ جائیگا۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مثیل مسیح میں کسی پر جبر و اکراہ تو نہیں کہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرو۔ صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جسپر مسیح بن

[illegible]

یہ ہماری لیاقت کا اثر نہیں بلکہ آپ ہی کے ان الہامات کی کرامت ہے آپکے دونو الہام اس قسم سے ہیں کہ انمیں ایک کا دوسرے کے لئے شرط ہونا بحکم عقل ممکن نہیں اور کوئی عاقل سلیم الحواس اول کو دوسرے کے لئے شرط نہیں ٹہیرا سکتا۔ اسکی وجہ صاف اور صریح یہ ہے کہ شرط (جس سے کسی امر کے وقوعکو مشروط کیا جائے) کا متکلم یا مخاطب کے نزدیک مشکوک ہونا ضروری ہے۔ اور جو امر یقینًا واقع اور موجود ہو اسکے وجود سے کسی واقعی امر کو مشروط و معلق نہیں کیا جاتا۔ اور آپکا وہ الہام جو آپ نے پہلا الہام قرار دیا ہے [illegible] کی رو سے یقینًا واقع اور متحقق ہو چکا ہے اور اسکے وقوع اور وجود میں اس الہام کے ملہم (بزعم جناب خدا تعالے) اور اسکے مخاطب (خود بدولت) کو شک نہیں ہے۔ لہذا اس امر واقعی اور متحقق الوقوع سے دوسرے الہام کو جسمیں آپکے مسیح موعود ہونے کی پیشگوئی ہے مشروط و معلق کرنا اور مثلًا یوں کہدینا (کہ اگر مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو پھر مسیح موعود تو ہی ہو جائے گا۔ (جب مسلمانوں میں تسلیم کیا جائیگا۔) جائز نہیں ہے اور کسی عاقل سلیم الحواس سے اسکا صدور ممکن نہیں۔ کوئی عاقل سلیم الحواس آفتاب کے نصف النہار کو پہنچنے کے وقت (اگر مخاطب و متکلم دونوں بشیر چشم ہوں اور آفتاب کی رویت و وجود میں شک نہ رکھتے ہوں) یہ نہیں سکتا کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو فلان امر واقع ہے یا ہو جائیگا کوئی ایسا کہے تو اسکو مالیخولیا یا مانو مینیا یا ہسٹیریا میں مبتلا سمجھا جائیگا۔ آپ علوم عقلیہ کو مری ہوئی کیڑی کی مانند جانتے ہیں چنانچہ فتح الاسلام کے صفحہ (۳۳) لکھ چکے ہیں وبناءً علیہ ان علوم سے

[illegible]

سلہ فتح الاسلام میں اپنے مسیح موعود ہونے کو آپ جبرًا قبول کرانا چاہا اور اس سے انکار

مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پہر وہ خدا تعالے سے ڈر کر میری صحبت مین رہ کر میرے

کرنیوالون کو خوب ڈرایا اور دہمکایا ہے چنانچہ اسکے صفحہ (۱۰) مین آپ اپنا مسیح موعود ہونا بیان کر کے صفحہ ۱۱ مین فرماتے ہین بس ہر ایک کو (اسمین آپنے یہ قید نہین لگائی کہ جسپر حضرت مسیح بن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو) چاہیئے کہ اس سے (یعنے آپکے مسیح موعود ہونے سے) انکار کرنے مین جلدی نکرے "تا خدا سے لڑنے والا نہ ٹہرے دنیا کے لوگ جو تاریک اور اپنے پرانے خیالات پر جمے ہوئے ہین وہ اسکو قبول نہین کرین گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو انکی غلطی انپر ظاہر کر دیگا۔ دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہین کیا لیکن خدا تعالے اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"۔

[illegible] اسی رسالہ کے لکھتے ہین۔

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُسکو چھوڑتا ہے جس نے مجھے۔ بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے۔ جسکی طرف سے مین آیا ہون۔ میرے ہاتھ مین ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت مین ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے۔ وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے۔! اور اس کی لاش بہی سلامت نہین رہیگی"۔

دعوے کی آزمایش کرے - اب ظاہر ہے کہ پہر وفات و حیات پر قرعہ پڑا[1] - بہر حال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر مبحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹہرتا ہے[2] - ماسوا اسکے آپ کی غرض دوسری ہی

(تتمہ حاشیہ صفحہ (۸۲))

مگر اس مقام مین آپ لوگون کو اپنے مسیح ہونے کی تسلیم و عدم تسلیم مین آزادی دیتے اور یہہ فرماتے ہین کہ مین اپنے مسیح موعود ہونے کے تسلیم و قبول پر کسیکو مجبور نہین کرتا - صرف یہہ کہتا ہون کہ جسپر مسیح بن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو وہ میری صحبت اختیار کر کے میرے دعوے مسیح موعود ہونے کی آزمایش کرے" جو تخویف و ترہیب فتح الاسلام کے بالکل مخالف ہے -

اب اگر اس آزادی کو دل سے سمجہا جائے تو وہ دہمکی فتح الاسلام کی لغو بلکہ کذب [illegible] صرف دہوکہ دہی ہے -

بہر حال وہ دہمکی اور یہ آزادی دونون صحیح نہین ہو سکتین - اور دونون مین سے ایک ضرور آپ کے صدق مقال اور استقامت حال کو ٹبہ لگاتی ہے - ہان اگر آپ ایک مین غلطی یا خطا کا اقبال کرین تو اس الزام سے آپ بری ہو سکتے ہین - مگر یہ آپ سے نہ کبہی ہوا ہے - اور نہ آیندہ ہوگا کیونکہ اس سے آپکے خیال باطل و ادعا عاطل "قطعیت الہامات" کو ٹبہ لگتا ہے - اور یہہ ہم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوگا کہ آپ کی اس قسم کے مغالطات پر خاموش رہین اور آپکے دہوکے لوگون پر ظاہر نکرین -

[1] یہ تب ہوتا جب آپ کا مسیح موعود ہونا الہام وفات مسیح سے مستنبط ہوتا یا وہ اسکے فرع اور یہ اسکے شرط ہو سکتا - ان باتون کا بطلان حواشی سابق مین ظاہر ہو چکا ہے - پہر یہ قرعہ کیسا -

[2] ایسا تہا تو پہلے تحریرات مین کیون اسکو مبحوث عنہ قرار ندیا - مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید

بحث سے جو آپکے دلمین ہے وہ اس بحث مین بہی بخوبی حاصل ہوجاتی ہے - کیونکہ مین اقرار کرتا ہون اور حلفاً کہتا ہون کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلام آلہی سے ثابت کردینگے تو مین اپنے دعوے سے دست بردار ہوجاؤنگا اور الہام کو شیطانی القا سمجہونگا اور توبہ کرونگا[1] اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہون - خدا تعالے آپ کے دل کو آپ سمجہا دے - مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی رو سے دیکہا جائیگا کہ کس کس آیت کو آپ حضرت مسیح بن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت مین پیش کرتے ہین - اور اگر بغیر کسی جرح قدح کے وہ ثبوت آپکا مسلم ٹہریگا تو بہلا پہر کسکی مجال ہے کہ اس سے انکار کرجائے - لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نکرینگے تو پہر آپ کو اختیار ہوگا کہ بعد تحریری اقرار اس بات کے کہ قرآن شریف [illegible] [2] [illegible] کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کرین - اور جب آپ ایسا ثبوت دے چکینگے تو منصفین ترازوی انصاف

---

۱ حضرت توبہ تو آپ مدت کی کرچکے ہین اور بنا بر بیان حافظ محمد یوسف صاحب اس دعوے مسیح موعود ہونے پر خلوت مین پچہتاتے اور افسوس ظاہر کرچکے ہین مگر بمطبق بیت استاد مرا گفت کہ تو توبہ مکن - من کنم دل نکند من چہ کنم آپ کا دل نہین مانتا کہ اس توبہ کا اظہار و عام اشتہار کرین - کیونکہ اس مین کساد بازاری متصور ہے اور دکان بند ہوتی ہے - یہی سوچکر آپ اپنے خط نمبری ۳ و نمبری ۵ مین جو اشاعہ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین بصفحہ نمبر ۳۶۰ و صفحہ ۳۶۹ منقول ہین فرما چکے ہین کہ یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئین نابینا نہین کرسکتا - جو حضرت احدیت جل شانہ نے بخشا ہے - پہر اس مقام مین اس علم و اعتقاد سے توبہ کرنے کا وعدہ فقرہ بازی اور دہوکہ دہی نہین تو کیا ہے؟

۲ یہ قید اپنے ان احادیث صحیحہ کی رد و انکار کے لئے لگائی ہے جنمین حضرت

لیکر خود جانچ لیں گے کہ کسطرف پلہ ثبوت بھاری ہے والسلام علی من اتبع الہدے

مرزا غلام احمد

لودہانہ - ۹ مئی **اسکا جواب** نمبر ۳۷۱

جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوایا

مکرمی جناب مرزا صاحب - بعد سلام مسنون گزارش ہے -

(۱) آپنے یہ الہام کسی رسالہ میں باین الفاظ و ترتیب نقل نہیں کیا کہیں منقول ہے تو بتائیے -

(۲) [illegible] ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۴

مسیح علیہ السلام کے حلیہ میں کسیقدر لفظی اختلاف و ظاہری تعارض پایا جاتا ہے جیسے ایک حدیث میں آپ کی رنگت کا گندم گون ہونا مذکور ہے دوسری میں سُرخ ہونا مگر آپ کو یہ معلوم نہیں (اور معلوم ہو کیونکہ جب آپ حدیث کے کوچہ سے آشنا نہیں) کہ یہ تعارض اُٹھایا گیا ہے - اور گندم گون ہونا اور سرخ رنگ ہونا باہم یوں متوافق ہو سکتے ہیں کہ گندم گونی سرخی کے ساتھ ہو - چنانچہ لاکھوں اشخاص ایسے نظر آتے ہیں کہ گندم گون ہونے کے ساتھ سُرخ رنگ بھی ہیں -

آپنے امام الائمہ ابن خزیمہ کا یہہ قول نہیں سنا (اور کیونکر سنتے جب آپ فن حدیث سے محض نابلد ہیں) کہ میں ایسی کوئی دو حدیثیں نہیں دیکھتا جو صحیح اسناد کے ساتھ آنحضرت صلعم سے مروی ہوں اور وہ آپسمیں متعارض ہیں

وقد روینا عن محمد بن اسحٰق ابن خزیمہ الامام انہ قال لا اعرف انہ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثان باسنادین صحیحین

نہ دونون الہامون کا تلازم۔[لہ]

(۳) آپنے جملہ تحریرات[لہ] و اشتہارات مین یہ دونون مستقل دعوی کیئے ہین بلکہ اپنے

تقریب ابن صفحہ ۷۶ متضادین فمن کان عندہٗ فیاتنی بدلا لف بینہما۔ (کتاب علوم الحدیث المشہور بمقدمہ ابن الصلاح)	یعنے جمع نہو سکین جسکے پاس ایسی دو حدیثین ہون وہ میرے پاس لائے مین انکو باہم متوافق کردون یعنے ظاہری تعارض اُٹھا دون۔ ایسا ہی امام ابن الصلاح

کے علوم الحدیث مین رنسے منقول ہے۔

لہ [illegible] تساوی کی نفی صفحہ [illegible] مین [illegible] ہو چکی ہے اور تلازم کی نفی بصفحہ (۷۶)

لہ اپنے رسالہ فتح الاسلام مین جو لیکے دعوے کا مفتح ہے چار صفحات (نمبر ۱۔ ۱۵۔۱۷۔۲۳) مین آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ اشاعۃ السنتہ جلد ۱۲ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۳۵۵ مین ان صفحات کی عبارات نقل ہو چکی ہین۔ ان چارون صفحہ مین کہین آپنے یہ دعوے نہین کیا۔ (جسکو اَب اصل دعوی بتایا جاتا ہے) کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین۔ اُس رسالہ مین صرف ایک اور جگہہ (صفحہ ۲۵ مین) حضرت مسیح کے فوت ہونیکا ذکر ہے سو بھی نہ بطور مستقل دعوی بلکہ اس اجنبی بیان کے ضمن مین کہ لوگ میرے ساتھ باستہزا ء پیش آوین تو کوئی افسوس کا مقام نہین کیونکہ مجھ سے پہلے نبیون سے بھی ٹھٹھا ہوا ہے۔" اور اس کی تنظیر مین ذکر ہوا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم مین صلیب پر چڑہا کر قتل کردیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہین توڑی گئی تھی۔ اس لیئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچگیا۔ اور بقیہ ایام زندگی بسر کرکے آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔"

اور اس سے پہلے (صفحہ ۱۰ مین) بھی ایک تمثیل کے ضمن مین کہا گیا ہے کہ

مسیح موعود ہونیکا دعوے آپکا پہلا دعوے ہے - اب آپ اس دعوے کو پہلے

دعوے کے فرع اور اس کے تابع قرار دیتے ہین تو صاف الفاظ سے کہین کہ ہمنے اس

دعوے کو مستقل ٹہرانے مین غلطی کی ہے - اس اقرار کے بعد آپ کا فرض ہوگا کہ او

دو مسیحی نتیجہ

مسیح کی روح ہیرودیس کے عہد حکومت مین بہت تکلیف کے بعد آسمان کی طرف

اٹھائی گئی - مگر اسمین یہ تصریح نہین ہے کہ روح بلا جسم اٹھائی گئی یا معہ جسم

اور نہ اسمین اور بیان صفحہ ۲۵ مین کہین یہ تصریح ہے کہ ان دو مقامون مین جو

کچھہ کہا گیا ہے وہ الہام ہے یا الہام مسیح موعود ہونے کی شرط یا اسکا مبنی و اصل ہے -

ان دو مقام کے سوا اس رسالہ مین حضرت مسیح کی موت کا کہین ضمنی اور تبعی

و تمثیلی ذکر بہی نہین ہے -

اور ایک [illegible]

ہوجانیکا ذکر ہے سو بہی نہ بطور بیان الہام اور نہ بطور دعوے بلکہ دعوے عدم نزول

حضرت مسیح ابن مریم کے ثبوت پر ایک دلیل کے ضمن مین بیان ہوا ہے چنانچہ

پہلے بصفحہ ۷ عیسائیون پر انکے قرار داد اور ان کے اعتقاد کے مطابق یہ الزام

قائم کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بہشت مین داخل ہو چکے ہین اور جو بہشت

مین داخل ہوتا ہے وہ پہر اس سے خارج نہین ہوتا پہر بصفحہ ۸ لکہا ہے کہ قرآن شریف

مین اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت مین داخل ہونے کا بہ تصریح کہین ذکر نہین لیکن

انکے وفات پاجانے کا تین جگہہ ذکر ہے اور مقدس بندون کے لئے وفات

پانا اور بہشت مین داخل ہونا ایک ہی حکم مین ہے "

اور اسکے مقابل دعوے مسیح ہونیکو بالاستقلال بیان کیا اور اسکو

الہام قرار دیا ہے چنانچہ شروع رسالہ مین بصفحہ (۱) لکہا ہے - اور نیز یہ بہی مین

آپ دعوے وفات مسیح علیہ السلام کو دلائل سے ثابت کرین۔ پھر ہم اس دعوے مین کلام کرین گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

خاکسار محمد حسن

[illegible] صفحہ

بیان کرچکا ہون کہ اس نزول سے درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول مراد نہین بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مسیح کے آنے کی خبر دیگئی ہے جسکا مصداق حسب الہام و اعلام الٰہی یہی عاجز ہے ''

ان دونون مقام کے بیان کو ادنے توجہ انصاف کے ساتھ دیکھنے سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ دعوے مسیحائی آپکا اصل اور پہلا اور مستقل دعوے ہے اور دعوے وفات حضرت مسیح دعوے عدم نزول حضرت مسیح کی دلیل کا ایک جزو [illegible]

اور آپ کی تیسری تحریر (جواب مباہلہ صوفی عبدالحق غزنوی جو پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸ - فروری ۱۸۹۱ء مین شائع ہوئی ہے) مین بھی اصل اور پہلا الہام اسی دعوے مسیح موعود ہونے کو قرار دیا گیا ہے۔ اور دعوے وفات مسیح کو اس الہام کے بعد بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین۔ یہ بات سچ ہے کہ اللہ جلشانہ کی وحی و الہام سے مینے مثیل مسیح ہونیکا دعوے کیا ہے اور یہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ مین پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ مین خبر دیگئی ہے۔ اور وعدہ دیا گیا ہے سو مین الہام کی بنا پر اپنے تئین وہ موعود مسیح سمجھتا ہون۔ جسکو دوسری غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہین × × × لیکن میرے پر کھولدیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم جسپر انجیل نازل ہوئی تھی فوت ہوچکا ہے ''

اس خط کا جواب دینے سے مرزا صاحب نے صاف انکار کر دیا - اور یہ کہا کہ مین بار بار کیا لکہون - اور ایک ہی بات کا اعادہ کہانتک کرون - اور ۹ مئی سے ۲۷ تک ہمارے جواب و خطاب سے سکوت کیا - جس سے اکثر احباب اولے الالباب فریقین کو یقین ہو گیا - کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے مسیحائی سے گریز - اور ادعاء مباحثہ سے فرار اختیار کیا ہی لہذا آیندہ مباحثہ موقوف ہوا - آخر جب بعض احباب سکنا ے ریاست پٹیالہ نے آپکے پاس لودہانہ پہنچکر اس گریز و فرار کے سبب آپکو منفعل کر کے مباحثہ پر مجبور کیا - تو آپنے کرہاً و جبراً پہر مباحثہ پر اپنے آپ کو آمادہ کیا - اور ۲۷ مئی کو مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ کے نام ایک خط لکہا - جسمین دعوے مسیحائی مین مباحثہ کرنیکو منظور کیا - مگر اسمین بہی ایک راستہ گریز کے لئے رکہہ لیا اور یہ تحریر کر دیا کہ درمیانی شروط کا تصفیہ مباحثہ سے ایک روز پیشتر ہوگا - اور اپنی مراسلت ماقبل ۲۷ مئی کو اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ [illegible] ضمیمہ مین چہپوا دیا اور اسمین ایک تو بددیانتی و امانت کا کام کیا کہ ہمارے آخری خط نمبری ۱۷، ۳ کو نہ چہپوایا - دوسرا تہذیب و روحانیت کا کام کیا - کہ ایڈیٹر اخبار سے خوب تبرا کہلایا اور آیندہ کی مخالفت پر زیادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۸)

اور اپنی چوتہی تحریر (اشتہار ۲۶- مارچ ۱۸۹۱ء) اور پانچوین تحریر (اشتہار ۳- مئی ۱۸۹۱ء) مین گو دعوے وفات حضرت مسیح کو آپنے اولاً - اور دعوے مسیح موعود ہونے کو ثانیاً ذکر کیا ہے - مگر اس ذکر و بیان مین ایسا کوئی لفظ یا حرف آپ کی قلم سے نہین نکلا - جس سے دعوے اول کا اصل یا شرط ہونا اور دعوے دوم کا فرع یا مشروط ہونا ثابت ہو - بلکہ ان دونون تحریرون مین یہ دونون دعوے آپنے مستقل طور پہ کئے ہین - اور

تبرا کہنے کا ڈر سنایا۔

دونون کی نسبت الہام ہونے کا دعوے آپ کی کلام مین موجود ہے

اور آپکے جملہ خطوط مین جو اشاعۃ السنت نمبر ۱۲ جلد ۱۲

مین شائع ہوئے ہین حضرت مسیح کی وفات کا ذکر و نام و نشان

تک پایا نہین جاتا۔ بلکہ ہمارے اس استفہام انکاری کے مقابلہ

مین کہ کیا آپ مسیح موعود ہین آپ کا یہی دعوے و اقرار مستمر رہا ہے

کہ مین مسیح موعود ہون۔

اپنی خط نمبر اول مین آپنے یہ مجمل اقرار کیا ہے۔ اور خط

دوسری مین آپکے یہ الفاظ ہین "گو خدا تعالی نے اس عاجز

پر کہولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہے

اور روحانی طور پر موعود بہی ہے۔ اور نیز یہہ کہ کوئی مسیح آسمان سے

خاکی وجود کے ساتھہ اُترنے والا نہین"

اور آپکے خط نمبر ۸ و ۹ مین جو نمبر (۲) جلد ۱۳ مین منقول ہین گو وفات حضرت مسیح

کا ذکر بہی ہوا ہے مگر اسکو بہی آپنے اصل اور پہلا دعوی قرار نہین دیا۔ بلکہ پہلا دعوے

انکا وہی دعوی مسیحائی ہے۔ اور دعوی وفات مسیح دوسرے درجہ کو بطور علاوہ یا ضمیمہ (جسکو بلفظ

"نیز" اور "ساتھہ ہی اسکے" شروع کیا گیا ہی) ہے۔

خط نمبر ۸ مین آپ لکہتی ہین "مین مثیل مسیح ہون اور نیز حضرت مسیح بن مریم در حقیقت

وفات پا گئی ہین" اور خط نمبر ۹ مین لکہتے ہین "مین مثیل مسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ

اسکے یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم در حقیقت فوت ہو چکے ہین"

آپکے ان تصریحات و عبارات کو جنکا خلاف پہلے کہین پایا نہین گیا احمق سے

ہر چند آپکے دو[^۵۱] دفعہ کے فرار اور تین ہی دفعہ کی تبرا بازی[^۵۳] پر آپ اس امر کے مستحق نہ تھے کہ آپ کے دعوے مباحثہ کی اجابت کیجاتی یا کسی مضمون کی آپسے کتابت عملمین آتی۔ مگر صرف مسلمانون کی نصیحت اور ہدایت اور آپکے مغالطات سے ان کی خیانت کی نیت سے آپکی دعوت مباحثہ کو قبول کیا گیا۔ اور ۲۹۔ مئی کو خط متضمن منظوری مولوی محمد حسن صاحب کے نام لکہا گیا۔ اور اس مین آپکے گریز کا راستہ بہی بند کر دیا گیا۔ اور یہ معروض ہوا کہ جو شرائط مباحثہ سے ایک دن پہلے طے کرنا چاہتے ہین وہ آپ سے طے کر لین ایسا نہو کہ عین موقع پر کسی شرط کے نامنظوری کے عذر سے پہر فرار وقوعمین آوے۔

وہ خط مرزا صاحب اسمی مولوی محمد حسن کا یہ ہے:۔

نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس عاجز کی گزارش یہ ہے کہ اب فتنۂ مخالفت ہر جگہہ بڑھتا جاتا ہے اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہہ پہنچتے ہین یہی وعظ شروع کی ہے کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے۔ مین نے اول

[^۵۱]: پہلی دفعہ اپنے خط نمبری ۱۰ مین فرار اختیار کیا (صفحہ ۳، نمبر (۳) ملاحظہ ہو) دوسری دفعہ ہمارے خط نمبر ۱۷، ۳ کی جواب سے اعراض فرما کر اور حامل رقعہ کو یہ کہکر کہ ایک ہی بات کا مین کہانتک اعادہ کرون۔ (صفحہ ۱۰ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔)

[^۵۳]: پہلی دفعہ اشتہار ۲۶ مارچ مین (صفحہ (۵۵) وصفحہ (۳۸ جلد ۱۲) ملاحظہ ہو۔)
دوسری دفعہ رسالہ قول فصیح مین۔ اس رسالہ کا صفحہ (۳۳، ۵ وغیرہ) ملاحظہ ہو
تیسری دفعہ ضمیمہ اخبار سیالکوٹ مین (صفحہ ۲، ۹۵ جہلا ملاحظہ ہو)

نرمی سے یہ عرض[1] کیا تھا کہ میرا مسیح ہونیکا دعوے مبنی بر الہام ہے اور جو امور محض
الہام پر مبنی ہون وہ زیر بحث نہین آسکتے بلکہ خدا تعالے رفتہ رفتہ انکی سچائی آپ
ظاہر کرتا ہے۔ ہان مسیح کی وفات یا حیات کا مسئلہ گو میرے الہام کا اصل[2] الاصول ہے
مگر بباعث ایک شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے
تو میرا دعوے مؤخر الذکر خود ہی ٹوٹ[3] جاتا ہے۔ لیکن یہہ عرض میری منظور نہین کیگئی۔
اور اصل حقیقت کو محرف کر کے منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چھپوا دیا اور لوگون کو فتنہ مین
ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ وہ لیلۃ القدر سے
منکر ہین اور اسکے خلاف اجماع معنے کرتے مین اور یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ ملائکہ کے
وجود سے منکر ہین اور ملائک کو صرف قوتین [illegible] یہ الزام محض
بہتان ہین۔ یہ عاجز[4] اسی طرح ان سب باتون پر ایمان رکھتا ہے جو قال اللہ اور قال الرسول
سے ثابت ہین اور سلف صالحین کا گروہ ان کو مانتا ہے سو اس وقت مجھے خیال ہے
کہ میرا ہر حالمین خدا تعالے ناصر[5] ہے۔ مجھے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہیے۔ لہذا مکلف

سلہ محض دروغ ہے سچے ہو تو بتاؤ کس خط مین ؟ یا کس تحریر مین ؟

سلہ مطلبش در بطن قائل حاشیہ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

سلہ بالکل غلط اور مغالطہ ہے۔ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

سلہ جو کچھہ مجبی منشی سعد اللہ صاحب نے لکھا ہے آپکی کلام مین موجود ہے چنانچہ اشاعۃ السنت
نمبر ا جلد ۱۳ کی صفحہ ۵ وغیرہ مین بحوالہ صفحات رسائل جناب منقول ہوا اور تفصیل اسکی ریویو مین ہوگی
پہر دعوی بہتان سراسر طوفان نہین تو کیا ہے۔

سلہ محض کذب وصریح مغالطہ ہے سلف صالحین سے ایک شخص بہی آپکے مخترعات کا قائل نہین چنانچہ
مضمون ریویو رسالہ اشاعۃ السنت سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ سلہ چہ دلاورست دزدی کہ

سلہ نہین نہین آپکے مخترعات کا خدا ناصر نہین ہے وہ اپنے دین کا ناصر ہے۔ اور انتحال مبطلین
اور تاویل ملحدین کو باطل کرتا ہے۔

ہون کہ مین نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بہی منظور کی کہ مسیح موعود مین بحث کیجائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر مین کسی دوسرے کا ہرگز دخل نہین ہوگا کیونکہ اب مین ایک مہجور کی طرح آدمی ہون۔ میرے ہاتہون کی طرح کسی دوسرے کے ہاتہ یہہ کام نہین کرین گے۔ مولوی محمد حسین صاحب بہی اپنے ہاتہ سے لکہین اور مین اپنے ہاتہ سے لکہونگا۔ درمیانی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہوجائے لیکن دس روز پہلے مجہے خبر ملنی چاہئیے تا لوگ جو شکوک و شبہات مین غرق ہہ گئے ہین انکو بذریعہ اشتہارات و خطوط مین بلالون۔ اور تا اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو اور ہر روز کا جہگڑا طے ہوجائے۔ آپ پر یہہ فرض ہے کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین صاحب کو اطلاع دیدین اور بحث سے دس دن پہلے مجہے مطلع فرماوین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۷ مئی ۱۸۹۱ء

اسکا جواب جو خاکسار نے محبّی مولوی محمد حسن سے لکھوایا۔

مکرّمی جناب مرزا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جناب کے خط مورخہ ۲۷ مئی سے جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو اطلاع دیگئی

۱؎ آنچہ دانا کند کند نادان۔ لیک بعد از خرابیٔ بسیار۔

۲؎ ابہی کیا ہے آیندہ دیکہئیے گا۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکہئیے ہوتا ہے کیا۔

۳؎ پہلے حضرت و مخدوم و محدث تہے۔ پہر مشفق مولوی صاحب بنے۔ اب صرف محمد حسین رہگئے آیندہ دیکہئیے کیا خطاب ملتا ہے ہمکو مرزا صاحب یا کسی اور مہربان سے مخدوم مولوی کہلانے کی حرص نہین ہے۔ اس تذکرہ سے ہمکو یہ ایک نتیجہ نکالنا ہے کہ مرزا صاحب جو لوگون کے خطاب مین تواضع بہتیں آتے ہین اور ان کو مخدوم وغیرہ خطابات سے یاد کرتے ہین وہ اخلاص پر مبنی نہین ہے من ترا حاجی بگویم تو مرا۔ کے اصول پر مبنی ہے۔

مباحثے کے لئے آپ جو تاریخ مقرر کرین گے اسپر مولویصاحب کو تیار سمجھین - لیکن شرائط کے لئے جو آپنے لکھا ہے کہ **درمیانی شرایط کا تصفیہ ایک دن پہلے ہو جائے** - وہ اسکو منظور نہین کرتے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شرائط کا تصفیہ ابھی پہلے ہو جانا چاہئے - اور ابھی بذریعہ تحریر شرائط کو ٹھیک کر لینا چاہئے - اسلئے گزارش ہے کہ میرے مکان پر بحث ہو اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون، تحریر فریقین اپنے اپنے ہاتھ سے کرین یا کوئی نویسندہ مقرر کرین اسمین اختیار ہے - اپنا دعوے مع دلائل آپ پیش کرین - اور اس پر جانب ثانی جو جواب دینا چاہین دین - ختم و قطع بحث و کلام کے لئے کوئی حاضرین سے منصف ہو جاے - کسیکی منصفی منظور نہو تو جو فریق چاہے کلام قطع کر دے اور منصفی کو ناظرین پر چھوڑ دے - آپ جو شرائط اور مناسب سمجھین - اس سے اطلاع دین - یا ان مین اگر کوئی تغیر و تبدل چاہین تو لکھین

۵ - جون ۱۸۹۱ء خاکسار محمد حسن عفا اللہ عنہ

اس خط کے جواب مین جو خط مرزا صاحب نے مجتی مولوی محمد حسن کے نام تحریر کیا - اور اس مین شرائط فاسدہ کو درج کیا - وہ یہہ ہے :-

نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالی - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - عنایت نامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہونی چاہئین -

(۱) جلسہ بحث آپکے مکان پر ہو اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام انتظام آپ کے ذمہ ہوگا - یہ بات قریب یقین کے ہے کہ چھہ سات ہزار آدمی تک اس جلسہ مین جمع ہو جاوینگے ایسا مکان تجویز کرنا آپ ہی کے ذمہ ہوگا - میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری ہوگی کہ کوئی

یوروپین افسر اس جلسے میں ضرور تشریف رکھتے ہوں کیونکہ اسطرف چند آدمی اور دوسری طرف صدہا آدمی ہونگے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہونگے۔ بغیر حاضری کسی یوروپین کے ہرگز انتظام نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر آپکے نزدیک یوروپین افسر کی ضرورت نہیں تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرمادیجئے کہ میں کامل انتظام کردہ مفسد خیال لوگوں کا کرلونگا۔ اور ان کا موںہہ بند رہیگا۔ اور کسی یوروپین افسر کی کچھ ضرورت نہیں ہوگی۔ اسصورت مین میں یہ شرط بھی چھوڑ دونگا۔ پھر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ دار ہونگے

(۲) بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکھے اور جو شخص لکھنے سے عاجز ہو وہ اول یہہ عذر ظاہر کرکے کہ میں لکھنے سے عاجز ہوں دوسرے سے لکھا دیوے کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا ہے اور دوسروں کی تحریریں اگرچہ تصدیق کیجائیں مگر پھر بھی اس درجے پر نہیں پہنچتیں۔ کیونکہ ان میں تحریف کاتب کا عذر [illegible]

(۳) پرچے پانچ ہونے چاہئیں جو صاحب اول لکھے ایک پرچہ زائد کا حق ہے اور مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا چاہیں وہ پہلا پرچہ لکھنا منظور کرلیں یا اس عاجز کا لکھنا منظور رکھیں۔ جسطرح پسند کریں مجھے منظور ہے۔[2]

(۴) ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط صاحب راقم[3] فریق ثانی کو

---

[1] بعد تصدیق وملاحظہ یہ عذر ناممکن ہے۔

[2] یہ امر آپنے اب منظور کیا۔ خط نمبری (۹) میں اس سے اصرار کے ساتھ انکار تھا۔ یہاں سے آپ کی وقعت رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے

[3] جب تحریر کا دستخطی ہونا قرار پایا تو پھر شرط دستخط کے کیا معنے آپ کی رائے کو ناظرین دیکھیں۔

اسی وقت بلا توقف دیجاوے اور پہر جلسہ عام مین وہ پرچہ آواز بلند سے سنادیا جاوے

(۵) اس بحث مین تقریراً یا تحریراً کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل نہو نہ تصریحاً نہ اشارتاً نہ کنایتہً اور جلسہ بحث مین کسی کتاب سے مدد نہ لیجائے۔ بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد ہے وہی لکہا جاوے۔ تا تکلف[۱] اور تصنع کو اسمین دخل نہو لیکن اگر کوئی فریق یہ ظاہر کرے کہ مین بغیر کتابون کے کچھ لکھ نہین سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دیکر پہر اسکو کتاب سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

(۶) اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش[۲] کرنا چاہے تو فریق ثانی کو بہی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بہی پیش کرے مگر دونون کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہونگے ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا کہ جو پہلے لکھہ رکہا وہی پیش کردے لیکن دوسری تمام تحریر روبرو جلسہ کا دخل ہوگی [illegible] پیش نہیں کیجاوے گی۔

(۷) بحث صبح کے چھ بجے سے دن کے گیارہ بجے تک ہوگی اور اگر ایک جلسہ کافی نہوگا تو پہر دوسرے جلسے مین اور اگر دوسرا بہی کافی نہو تو تیسرے دن تک ہوسکتی ہے۔

(۸) پرچون کی تحریر کا وقت مساوی ہونا چاہیے۔

(۹) بحث کے دن سے پہلے دس روز ہمین اطلاع ہونی چاہیے کیونکہ اس بحث

---

[۱] یہ صرف بہانہ اور بناوٹی غلّت ہے۔ کتاب سے نقل پیش کرنے مین تکلّف کیا ہی اور تصنع کیسا منصفین۔ انصاف کرین۔

[۲] یہ بہی بعد از خرابی بسیار منظور ہوا۔ خط نمبر (۹) مین تو آپ اصول تمہیدی کو لغو کہہ چکے ہین۔ آپکی متانت اور استقلال راے کو دیکہنا چاہیے۔

(۶۹)

کے دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آنیوالے ہین ۔

(۱۰) بحث جلسۂ عام مین ہوگی اور یہ عاجز اپنے دوستون کو اطلاع دینے کے لئے ایک اشتہار چھاپ کر شائع کرے گا اور فریق ثانی کا اختیار ہوگا چاہے وہ بھی اشتہار شائع کرے یا نکرے ۔

(۱۱) حاضرین کی منصفی کی کچھ ضرورت نہین اور نہ ہو سکتی ہین ۔ بلکہ دونون فریق کی تحریرین اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ سے پبلک کے سامنے رکھی جائینگی ۔ تب لوگ عام طور پر خود انصاف کر لینگے ۔ راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ ۔ ۶ جون ۱۸۹۱ء از لودہانہ محلہ اقبال گنج

اسکا جواب جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب سے لکھوایا :۔

نمبر ۳۹   مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ۔

[illegible]

ان مین اکثر شروط فاسدہ ہین ۔

(۱) آپکی پہلی شرط کہ مکان چھہ سات ہزار آدمی کے لائق ہو اور پھر ذمہ واری خاکسار کی طرف سے ہو ناقابل قبول شرط ہے ۔ مین نے صرف اپنے مکان مین ذمہ واری کا وعدہ کیا ہے اور میرے مکان مین جسقدر آدمیون کی گنجائش ہے خیال کرو معلوم ہے ۔ پھر مین اس شرط کو کیونکر قبول کر سکتا ہون ۔ آپ میری تحریر سابق کے خلاف یہ شرط بڑہاتے اور چھہ سات ہزار کی جمعیت کا مکان تجویز کرنا چاہتے ہین تو خود کرین اور خود ہی ذمہ وار امن اس ازدحام عام کے بنین یورپین افسر کو بلا دین یا پولیس سے کام لین ۔ اور اگر خاکسار کی ذمہ واری منظور خاطر سامی ہے تو آپ اس بیفایدہ اور

ل یہ بحث گرہ ہے شہر [illegible] مین عموم جلسہ آگیا ۔

ت جن سے آپکنا [illegible] بت ہوتا ہے ایکو مناظرہ منظور نہین توڑتی کی آڑ مین کیمین شہکار کیلیتے مین صاف انکار کیوں نہین کرتے

ت یا [illegible] جسمین آپ کی میسیحائی پر بھی ایک نشان قایم ہو ۔

ت اور اس شرط کے پیش کرنے سے گریز مد نظر ہو ۔

عسیر الوقوع شرط کو جانے دین - اور صرف چند آدمی (جیسا کہ جناب خط مین لکھتے ہین) ہمراہ لیکر خاکسار کے مکان پر آنا منظور فرمادین - مگر پہلے ان آدمیون کی فہرست مرتب کر کے میرے پاس بہیجدین یا (اگر یہ منظور نہو) تو خاص اُن کی طرف سے فساد وقوع مین نہ آنے کے آپ ذمہ دار ہون - جانب ثانی کی جمعیت کا مجھے اختیار رہے مین چاہدون اور مطمئن نہون تو ایک کو بہی اپنے مکان مین آنے نہ دون اور چاہون تو چند معزز ذی وقار اشخاص کو جن کی طرف سے مطمئن ہون آنے دون - اس صورت مین جناب کو اس مضمون کی دستاویز دے سکتا ہون - کہ اس جانب سے کوئی شخص شر و فساد نکریگا -

(۳) اشتہارون مین جو فریقین کی تحریرات کا ٹہپ جانا اور انپر فریقین کے دستخطون کا ثبت ہونا[۵۱] آپنے تجویز کیا ہے تو پہر تحریف و تبدیل کا امکان کہان ہے وعہدا حسب درخواست آپکی یہہ شرط منظور ہے -

(۴) آپکی تیسری اور ساتوین شرط کسیطرح قابل تسلیم نہین - اور کوئی اہل علم قبول نکریگا[۵۲] - جناب من ایسے مشکل مسائل کی بحث کا دو دو سوال و جواب مین اور محدود اوقات وایام مین طے ہونا عادتاً محال ہے - مباحثہ سے مقصود تحقیق و اظہار حق ہے نہ مغالطہ - ہمارے اور ہر ایک منصف طالب تحقیق کے نزدیک نہ ایام کی تعیین ہونی چاہیئے - نہ تعداد سوالات و جوابات - بلکہ جسقدر سوال و جواب

---

[۵۱] یہ شرط بہی ایک گریز کا بہانہ تہا - مگر ہمنے آپ کو ڈہیل دینے کی غرض سے اسکو منظور کرلیا -

[۵۲] کیونکہ وہ صریح مغالطے پر مبنی ہین - اور گریز کا ایک بہانہ - ایسی شرط کو وہ شخص پیش کریگا جسکو مباحثہ منظور نہوگا -

پیرو

فریقین چاہین کرین اور جسقدر ایام مین مباحثہ تمام ہو کیا جاوے - جبتک کوئی فریق کہتے سننے کی گنجایش پاوے کہتا سنتا جاوے اور جب وہ دیکھے کہ فریق ثانی کج بحثی کرنے لگا ہے - جسکے جواب سے تعرض ضروری نہین تو وہ اس وقت اپنی کلام کو قطع کر دے اور انصاف کو سامعین و ناظرین پر چھوڑ دے -

(۵) شرط پنجم مین جو آپنے لکھا ہے کہ فریقین جو کچھہ لکھین زبانی یاد سے لکھین کتاب کی طرف رجوع نکرین قابل قبول نہین[۵] - مقابل اپنی تحریر مین کوئی ایسی بات لکھنا نہین چاہتے جسمین اون کا سلف سے کوئی امام نہو - لہذا اون کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر ایک بات پر شہادت کتب پیش کرین - اور اُن کتابون کی عبارتین نقل کرین - اور یہ بات ظاہر ہے کہ بجز قرآن مجید بڑی بڑی کتب حدیث و تفسیر و فقہ اصول کو اور [illegible] کوئی شخص [illegible] نہین [illegible] وہ آپ کی اس شرط کو کیونکر منظور کرین - آپ اس شرط پر اصرار کرین گے تو کافہ اہل علم کے نزدیک جو ثبوت دعوے کے لئے کتب سلف کی عبارات کی شہادت ضروری سمجھتے ہین اور تحریری و تقریری مناظرات مین عبارتین نقل کرتے چلے آتے ہین - مصر علی خلاف الحق متصور ہونگے - کیونکہ علم منقول یعنے دین مین نقل بکار ہے نہ محض خیالی اور عقلی باتین -

(۶) آپ کی شرط ششم محض تحکم ہے[۶] - جنابمن یہ کسی یونیورسٹی کا امتحان نہین

---

[۵] یہ شرط آپکی گریز پر روشن دلیل ہے آپسے اس شرط کا ایفا ممکن ہے کیونکہ آپکا علم قدر خیالی ہے - لہذا جو کچھ آپکے خیال مین آتا ہے اسکو آپ تحریرات مین درج کرتے ہین اور کسی کتاب سے شہادت پیش نہین کرتے - چنانچہ آپکے رسائل فتح اسلام و توضیح المرام اسپر شاہد ہین آپکے مقابل اس امر کو جائز نہین سمجھتے کہ کوئی بات بیش کرنا نہین چاہتے - جسپر عبارت کتاب کی شہادت نہو لہذا وہ اس شرط کو کیونکر پورا کرسکتے ہین

[۶] ... گریز کا بہانہ اس شرط پر آپ اصرار کرین گے تو کس ناکس کے نزدیک ساداری منصور ہونگے -

کہ جواب و سوالات کے لئے مساوی وقت مقرر کیا جاوے - مباحثہ اور مناظرہ مین تو اس مساوات کے کوئی معنے نہین ایک شخص مدعی ہو تو اسکو اثبات دعوے اور ایراد دلائل کے لئے اسقدر وقت بکار ہے کہ اُسکے مقابل مانع کو جو صرف لانسلم کہکر سکوت اختیار کر سکتا ہے اسوقت کا عشر عشیر بھی بکار نہین ہے - اور دو مدعیون مین سے بھی ممکن ہے کہ ایک کا دعوی تھوڑے ہی ثبوت کا محتاج ہو اور دوسرے کا زیادہ ثبوت طلب ہو بنظر انصاف آپ دیکھین گے تو خود ہی اس شرط کو ترک فرمادین گے -

(٧) شرط یازدہم بھی خلاف انصاف ہے مجلس مناظرہ مین اگر کوئی منصف ہو تو کم از کم شروط مسلمہ کی پابندی کرانے والا کوئی حکم تو ضرور چاہئے - خیر صرف آپکے خاطر ہم اس شرط کو منظور کرتے ہین -

اگر [illegible] شرائط صحیحہ کو تسلیم کرین تو اس امر کو بذریعہ خط اسمی جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ظاہر کرین اور وہ خط خاکسار کے پاس بھیجدین - جسپر جناب مولوی صاحب تاریخ مناسب مقرر فرماکر میری معرفت جناب کو اطلاع دین گے -

١٣ - جون ١٨٩١ء - لودہانہ خاکسار محمد حسن عفی اللہ عنہ

اس خط کا جو جواب مرزا صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو دیا ہے اُسمین شرط اول کی ترمیم سے انکار کیا - اور اپنی اُسی شرط پر اصرار کا اظہار فرمایا -

باقی شرائط کی ترمیمات کی نسبت سکوت اختیار کیا اور یہہ بہانہ پیش کر دیا کہ باقی شرائط جسقدر اس عاجز سے کین ہین وہ آنمکرم سے نہین بلکہ مولوی صاحب محمد حسین سے ہین اگر انہین منظور ہون یا نامنظور ہون وہ اپنی قلم سے اطلاع دین اور جبتک وہ خود اطلاع

سلہ اور نیز اس غرض سے کہ اس شرط کو منظور نکرنے سے آپکو فرار کا بہانہ ہاتھ نہ آئے -

[illegible] جائے - ناظرین خود انصاف کرلین گے +